میرا مطالعہ

مولانا سلمان حسینی ندوی ☆
ناظم جامعۃ الامام احمد بن عرفان الشہید

مکرمی جناب ابن الحسن العباسی زیدت عنایتکم - السلام علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

امید ہے کہ بخیر ہوں گے، آپ کا خط اور سوالنامہ مجھے دیر سے ملا، اس طرح کے سوالات کے جوابات پاکستان کے ایک اور مجلّہ کے لئے پہلے دے چکا ہوں، اب مختصراً ان سوالات کے جوابات حاضر ہیں۔

☆ ...... میں ۱۹۶۸ء میں شعبۂ حفظ سے فارغ ہوا اور ۱۹۶۹ء میں درجہ عربی سوم میں داخل ہوا، درجہ حفظ میں بعض ابتدائی اردو کی کتابیں پڑھیں، پھر میں نے اپنے طور پر بہشتی زیور پڑھ لی اور مجھے اس کے گھریلو ہنر، دستکاری اور علاج ومعالجات کے حصہ سے خاص دلچسپی رہی، میں نے اس کے تکنیکی نسخوں سے فائدہ اٹھاتے ہوئے صابون بنایا، اور بعض دوائیں تیار کریں، میرے نانا مولانا سید عبدالعلی حسنی حکیم بھی تھے اور ڈاکٹر بھی اور ان کے مجرب نسخوں کی کتاب بھی دیکھی، پرنانا مولانا عبدالحیؒ حسنی بھی حکیم تھے، اس ذوق میں اس ماضی کو دخل تھا۔

پھر میں نے اپنے چھوٹے نانا مولانا سید ابوالحسن علی حسنی ندوی کی کتابوں کو پڑھنا شروع کیا۔ سب سے پہلے ''تاریخ دعوت وعزیمت'' کا پہلا حصہ پڑھا جس نے میرے دل ودماغ کو بہت متاثر کیا اور تاریخ کی تجدیدی اور اصلاحی شخصیتوں سے واقفیت کے ساتھ، ان جیسا بننے کا شوق انگڑائی لینے لگا، میرے سامنے میرے نانا کی شخصیت مثالی تھی اور میں ان کی تقریر وتحریر کا عاشق ہوتا چلا گیا۔ اس زمانہ میں شامی ادیب وفقیہ علامہ طنطاوی کی کتابیں ''رجال من التاریخ'' اور ''قصص من التاریخ'' میں نے بڑے شوق بلکہ جذبہ کے ساتھ پڑھی۔ مولا علی میاںؒ کے عربی رسائل کو تو کہئے کہ رٹنا شروع کیا اور ''النادی العربی'' میں میں انہیں رسائل کے مطالعہ اور مقررانہ انداز سے پڑھنے کے بعد تقریر کیا کرتا تھا۔ یہ سلسلہ عربی پنجم یعنی کلیۃ الشریعۃ کے پہلے سال سے اہتمام سے شروع ہوا، اسی دوران میں نے ''سیرت النبیؐ'' علامہ شبلی وسید سلیمان ندویؒ اور ''رحمۃ للعالمین'' قاضی سلیمان منصور پوری پڑھ لی، مولانا عبدالماجد دریابادی کے جریدہ ''صدق'' اور مولانا کے مختلف رسائل ادبی چاشنی کے ساتھ پڑھے، عربی میں علامہ طنطاوی اور اردو میں علامہ دریابادی مجھ پر غالب رہے، پھر علامہ شبلی کے مقالات تحقیقی نقطۂ نظر سے اور مولانا ابوالکلام آزاد کی تحریرات خاص طور

تاریخ پیدائش: ۱۹۵۴ء، آبائی وطن: منصور پور، مظفرنگر، مادر علمی وفراغت: دار العلوم ندوۃ العلماء لکھنؤ، سن فراغت: ۱۹۷۶ء، مزید تعلیم: ۱۹۸۰ء میں جامعۃ الامام محمد بن سعود الاسلامیہ، ریاض سے ایم اے کیا، تصانیف: اصلاح معاشرہ کے لیے ہم کیا کریں؟، آزادئ ہند حقیقت یا سراب وغیرہ؟ مناصب: ناظم جامعۃ الامام أحمد بن عرفان الشہید، ملیح آباد (احمد آباد کٹولی)، صدر جمعیت شباب الاسلام۔

پرغبارِ خاطر'' ادبی لذت کے لئے پڑھے۔مزید آگے بڑھتا ہوا تو ڈاکٹر احمد امین کی ''فجر الاسلام''، ''ضحی الاسلام'' اور ''ظهر الاسلام'' کے مطالعہ نے دماغ روشن کردیا اور ایک نئے علمی اور ادبی اسلوب سے روشناس کیا، اس دوران مصطفی لطفی منفلوطی کے ادب کی جھنکار اور طمطراق نے بھی ذوق میں کچھ عرصہ تک بہت متاثر کیا۔

مطالعہ کا ذوق اپنے نانا مولانا علی میاںؒ اور اپنے ماموں مولانا محمد الحسنیؒ کی صحبتوں نے پیدا کیا اور ان کی ہر کتاب میں نے شوق وذوق سے پڑھی، ۷۱-۱۹۷۲ء سے جو کتاب بھی ان کی شائع ہوتی، لپک کر اسکو ہاتھوں ہاتھ لیتا اور ختم کر کے ہی دم لیتا، دارالعلوم ندوۃ العلماء میں حضرت مولانا کی جو تقاریر طلباء کے سامنے ہوتیں انہیں شوق سے سنتا اور گرہ میں باندھ لیتا۔

☆......میرے مطالعہ کی ابتداء جیسے کہ میں نے عرض کیا، مذکورہ بالا مصنفین کی کتابوں سے ہوئی، پھر جب عالمیت کے تیسرے سال میں پہنچا تو مجھ پر عربی کتابوں کا مطالعہ غالب آگیا اور میں نے ''مذکراتی'' کے نام سے اپنی ڈائری عربی میں لکھنا شروع کردی، جس میں اپنے حالات، خاندان کے خاص خاص واقعات، ملک اور بیرون کے اہم واقعات وحادثات نوٹ کرتا رہا، اب تک اس کی (۴۷) ڈائریاں ہوچکیں ہیں، جن میں (۳۰) اجزاء طبع ہوچکے ہیں، جن میں سفر انڈونیشیا، سفر سری لنکا، سفر ملیشیا، سفر برطانیہ، سفر سوڈان، سفر بخارہ وسمرقند وماسکو وغیرہ سفرنامے شائع ہوچکے ہیں۔ عالمیت کے آخری سالوں میں میں نے علوم القرآن اور علوم حدیث کو مطالعہ کا موضوع بنایا اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کی ''الانصاف'' اور ''عقد الجید'' کو خاص اہتمام سے پڑھا اور حضرت ولی اللہ کی حیات وسوانح پر جو کتاب ملی، اس کا مطالعہ کیا، اور ابن تیمیہ سے متعلق ''تاریخ دعوت عزیمت کے دوسرے حصہ کو اور پھر صوفیائے کرام سے متعلق تیسرے حصہ اور حضرت مجدد الف ثانی کے متعلق چوتھے حصہ کو اور حضرت شاہ ولی سے متعلق پانچویں حصہ کو توجہ سے پڑھا اور حضرت مجدد اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ سے متعلق دونوں جلدوں کا حضرت مولانا رحمۃ اللہ علیہ کے حکم پر عربی میں ترجمہ کیا۔ مفتی محمد عبدہ، شکیب ارسلان، جمال الدین افغانی، سید رشید رضا، امام حسن البنا وغیرہ کی سوانح حیات اور خدمات پر مختلف کتابوں اور مضامین کا مطالعہ کیا اور حضرت شاہ ولی اللہ دہلویؒ کو میں نے اپنے مقالۂ فضیلت کا موضوع بنایا اور وہ میری زندگی کے لئے فکری اور فقہی دونوں اعتبار سے مثالی شخصیت بن گئے۔

۱۹۷۷ء سے ۱۹۸۰ء تک میں جامعہ محمد بن سعود، ریاض میں رہا، وہاں میرا رابطہ عالم اسلام کے مختلف ممالک کے طلباء سے رہا، وہاں میں نے جماعت اسلامی اور اخوان المسلمین کے لٹریچر کو تفصیل کے ساتھ پڑھا، سید قطب کی ''تفسیر فی ظلال القرآن'' کو بڑے شوق وذوق سے پڑھا اور ''تفہیم القرآن'' کا بھی مطالعہ کیا، جس سے میں نے اپنے درس قرآن میں بہت مدد لی۔ مولانا اشرف علی تھانویؒ سے مجھے ذوقی مناسبت رہی اور ان کے حلقہ کے حضرات میرے نزدیک قابل ترجیح رہے۔ مفتی محمد شفیع صاحبؒ اور مولانا تقی عثمانی صاحب کی کتابیں بھی قدر کی نگاہ سے پڑھیں، ڈاکٹر یوسف القرضاوی کی تقریروں اور تحریروں سے میں وجدانی اور علمی طور پر بہت متاثر ہوا۔ علامۃ الشام، محدث ومحقق شیخ عبدالفتاح ابوغدہ میرے محبوب استاذ تھے، ان کی ہر کتاب ذوقِ تحقیق کے ساتھ پڑھی اور ان کے دروس کو آنکھوں میں بھی سجایا اور کانوں میں بھی، وہی میرے ایم۔اے کے مقالہ کے نگراں تھے۔

☆......دوسوالوں کے جوابات میں میرے پسندیدہ مصنفین اور پسندیدہ کتابوں کے نام آ گئے ہیں، قدماء میں ابن الجوزی غزالی، ابن القیم، ذہبی میرے پسندیدہ مصنفین اور مفکرین ہیں اور بعد کا دور شاہ ولی اللہ سے شروع ہوتا ہے پھر مولانا اشرف علی تھانویؒ، شبلیؒ اور سید سلیمان ندویؒ، ابوالکلام آزادؒ اور مولانا عبدالماجد دریابادیؒ، مولانا ابوالحسن علی ندویؒ اور محمد الحسنیؒ اور اسحاق جلیس ندوی تک ممتد ہوتا ہے۔

☆......میں صبح ناشتے کے بعد آٹھ ساڑھے آٹھ سے تقریباً ۱۲:۳۰ سے ار تک مشغول رہتا ہوں، ظہر بعد آرام کرتا ہوں، عصر بعد ملاقاتوں کا وقت رہتا ہے، آج کل اس وقت موبائل کے ذریعہ عالمی اور مقامی خبریں، تجزیئے اور تبصرے سنتا ہوں۔ مغرب بعد مطالعہ یا تصنیفی وتالیفی کام میں مشغول رہتا ہوں، عشاء کے بعد بھی یہ مشغولیت گھنٹہ ڈیڑھ گھنٹہ رہتی ہے، پھر گھر والوں کے ساتھ مجلس رہتی ہے۔

☆......مطالعہ موضوع کے اعتبار سے الگ الگ رفتار سے ہوتا ہے، علمی اور تحقیقی کتابوں کا مطالعہ ٹھہر ٹھہر کر ہوتا ہے، سوانحی اور ادبی کتابوں کا مطالعہ تیز رفتار سے ہوتا ہے۔ دوران سفر اردو انگریزی اخبارات دیکھتا ہوں، کبھی کسی ضرورت سے کسی کتاب کا مطالعہ کر لیتا ہوں، ایک طویل عرصہ سے اسفار زیادہ تر جہاز سے ہوتے ہیں، اس لئے زیادہ وقت بھی نہیں ہوتا۔

☆......مطالعہ کے لئے طالب علمی کے دوران اپنے صاحب نظر اساتذہ سے مشورہ کرنا چاہئے، کسی ایک موضوع کو تخصص کے لئے منتخب کرنے کے بعد اس موضوع پر کتابیں زیادہ پڑھنی چاہئیں، کسی موضوع پر لکچر دینا ہو یا کتاب لکھنی ہو تو اس موضوع کی اہم کتابوں پر نظر ضرور ڈال لینی چاہیے، ہر کتاب مطالعہ کی مستحق نہیں ہوتی، اور نہ حوالوں کی بھرمار سے ذوق علمی کا پیٹ بھرتا ہے، یہ ایک فیشن زیادہ ہو گیا ہے۔ کتابوں کے انتخاب میں موضوع کو سامنے رکھتے ہوئے اس کے متخصصین سے دریافت کرنا چاہئے، ایسے حضرات مہیا ہوں تو ان کی رہنمائی میں مطالعہ ہو، نہ ہوں تو اپنی قوت تمیز سے کام لیا جائے، اور کتاب کے مقدمہ پر نظر ڈال کر اندازہ لگایا جائے کہ اس کتاب کی اہمیت اور ضرورت کیا ہے۔

سلمان حسینی

۱۴؍دسمبر ۲۰۱۹ء